

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_222477**

UNIVERSAL  
LIBRARY

۸۲۰۰۹۰۱

۸۹۱۵۴۳۱۴

۲۱۱۵

ش ر

اختصاصی  
شماره

۸۲

OUP—391—29-4-72—10,000.

**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. ۸۹۱ ۵۷۳۱۶  
Accession No. ۲۱۱۵

Author اختر شتران

Title شعرستان

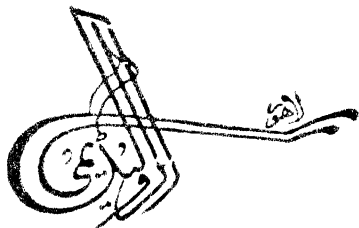
This book should be returned on or before the date last marked below.

---



# شعرستان

آختر شیرانی





# شعرستان

انتھرشیرانی کا جدید نثر کا کلام

(سائٹ)

پبلشرز

اردو اکیڈمی پنجاب لوہاری دزواڑہ لاہور

قیمت ۱۲/-

دسمبر ۱۹۴۱ء

دین محمدی پریس سرکل روڈ لاہور میں باہتمام ملک محمد عارف پرنٹر چھپو آکر محمد حنیف نے  
اس نئے کتب خانہ اردو اکیڈمی پنجاب بیرون لوہاری، دروازہ لاہور سے شائع کیا ہے

# نذر نیرنگ خیال

پیائے حکیم صاحب (یوسف حسن)

تسلیم عرض ہے کہ آپ کی فرمائش درباب اشاعت

بسنٹ سائیٹ بصورت کتاب، مجھے پسند آئی۔ آپ میرے

۲۰ سائیٹ ایک کتاب کی صورت میں شائع کر سکتے ہیں۔ مارچ ۱۹۴۱ء

سے یکدہ مارچ ۱۹۴۳ء تک آپ اس کتاب کو فروخت کر سکتے ہیں

”نیرنگ خیال“ کی اعانت کے سلسلے میں یہ میرا چہر نذرانہ ہے قبول فرمائیے

والسلام

آپ کا

اختر شیرانی

# ہدیتہ شکر

میسے کرم فرما اور محترم دوست حضرت اختر شیرانی ابتدا ہی سے نیرنگ خیال کی قلمی نعت فرماتے رہے ہیں اور آپ کا کلام بالترجم نیرنگ خیال میں شائع ہوتا رہا ہے آپ نے موجودہ وقت میں جبکہ کاغذ کی گرانی نے رسائل کے ایلات کو بہت بڑی حد تک نقصان پہنچایا ہے، اپنے ہمدید طرز کے کلام (سائیت) کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرما کر ادارہ کی قابلِ قدر اعانت فرمائی ہے۔

اختر صاحب کی اس نیرنگ نوازی کیلئے میں اُن کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہوں۔

سائیت حضرت اختر شیرانی کی ایجاد ہے اور بلاشبہ اتنی مقبول ہے کہ اب اکثر شعرا اس طرز میں لکھنے لگے ہیں حضرت اختر شیرانی نے قریباً ۲ سائیت لکھے ہیں لیکن اُن کے مناسکے مطابق اُن کا انتخاب شائع کیا جا رہا ہے۔ توقع ہے کہ علم دوست اور ادب دار حضرات ان دُرٹے بے بہا کی قدر فرمائیں گے

نیا زمند

حکیم یوسف حسن

مدیر نیرنگ خیال لاہور

## پیش لفظ

ہم میں سے اکثر کو وہ زمانہ یاد ہو گا جب اختر شیرانی پہلے پہل موجودہ شاعری کے میدان میں وارد ہوئے، یوں تو موجودہ دور سے پہلے ہمارے ادب میں حسن و عشق کے مرقع بھی موجود تھے اور حدیثِ دل کے مفسر بھی، لیکن ہمارے ہم عصر نوجوان حسن و عشق کے اس تصور سے ایک بعد سا ایک اجنبیت سی محسوس کرتے تھے، انہیں محسوس ہوتا تھا کہ ان پر اپنے شعر کا حسن، یا بالکل خیالی اور غیر مرئی ہے یا بالکل سفلی اور غیر دلکش، ان کا عشق یا بالکل متین اور خزن آفریں ہے یا بالکل اوباش اور آبرو باختم، سماج کی ہر عورت یا نونشریف عورت نختی جسکے متعلق عشقیہ لہجے میں گفتگو کرنا بد اخلاقی نختی یا بچہ بیسواختی جسکے متعلق ساری دنیا میں ایک ہی لہجے سے گفتگو کی جاتی ہے، چنانچہ بیسویں صدی کے نوجوانوں کو عنفوانِ شباب کی اُس خوبصورت اور والہانہ کیفیت کا کوئی ترجمان نہیں ملتا تھا جس کے زیر اثر ہوس اپنی پاکیزگی اور خلوص کی وجہ سے

عشق بن جاتی ہے اور مادی جسم اپنے حسن اور لطافت کی وجہ سے روح میں مدغم ہو جاتا ہے یہ وجدان  
یہ الہانہ پن دراصل اُس احساسِ آزادی کے اجزائے تھے جسکی لذت پرانی سماجی قیود کی شکست اور  
نئے ذہنی اثرات کے نفوذ کی وجہ سے ہمارے دور کے نوجوانوں نے سب سے پہلے محسوس کی، اس  
ہیجانی دور کے فوری اثرات ایک ذہنی اور جذباتی غیر ذمہ داری، ایک دُنیا و ما فیہا  
بے خبر رومانیت اور ایک تند لیکن پاکیزہ لذت پسندی کی صورت میں ظاہر ہوئے، اندر تشریف آوری  
اسی تحریک کے سرکردہ شعراء میں سے ہیں اُن کی شاعری اسی احساسِ بلوغت کی متوجہ گلکار  
مخلمیں شاعری ہے، ہر تصویر، ہر شاہدہ، دُنیس کی طرح تخیل کے کھٹے آہستہ آہستہ نمودار ہوتے  
اور بالکل عوایاں نہیں مچنے پاتا، ان میں کہیں محسوسات کی لذت ہے، کہیں تصورات کی رنگینی،  
کہیں اصوات کا ترنم ہے کہیں معانی کی خواب آفرینی

یہ دُنیا، یہ نظارے اور یہ رنگینی فضاؤں میں!

یہ جلوے چاند سورج کے یہ تابانی ستاروں کی!

یہ نرم ہت لالہ زاروں کی، یہ رفعت کوہ ساروں کی!

یہ بھینی بھینی آوارہ سی خوشبوئیں ہواؤں میں !

یہ بکھری بکھری مستی جھومنے والی گھٹاؤں میں !

یتیزی آبتاروں کی، روانی جو تباروں کی !

یہ پھولوں کا ہجوم اور یہ لطافت سبزہ زاروں کی !

یہ موسیقی جو رقصاں ہے پرندوں کی صداؤں میں !

ترمی صورت سراسر، پیکرِ مہتاب ہے سلمیٰ !

ترا جسم اک ہجومِ ریشم و کھواب ہے سلمیٰ !

شبستانِ جوانی کا تو اک زندہ ستارہ ہے !

تو اس دنیا میں بحسنِ فطرت کا کنارہ ہے !

تو اس سنسار میں اک آسمانی خواب ہے سلمیٰ !

سراپا، اک خیالی جو جسمِ نازنین تیرا !

جسمِ خندہ خوابِ پری روئے حسین تیرا !

یہ موتی - چہیں یا انجم و مہتاب کا عالم!  
 پریشاں خواب کا سا گیسوئے شب تاب کا عالم!  
 چمن زارِ شعلِ نور، عکسِ دل نشین تیرا!

اس مجموعہ میں کچھ سانیٹ ہیں اور چند سانیٹ نما نظمیں، سانیٹ ایک بہت ہی پابند اور محدود صنفِ سخن ہے اور جب موجودہ شعرا طرفِ تنگنائے غزل کی توجہ کرتے ہیں تو مجھے اس صنف کی مقبولیت کو دیکھ کر اکثر حیرت ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس مقبولیت کی ایک اہم وجہ اختر شیرانی کی نظموں کی کامیابی ہے، ماحول کی روز افزوں تلخی اور کشمکشِ حیات کی سخت گیری کی وجہ سے ہماری شاعری کا رخ پھر بدل چلا ہے، لیکن اغلب ہے کہ خالص شاعرانہ محاسن کی وجہ سے ان نظموں کی تفریحی قیمت ہمیشہ برقرار رہے گی +

فیض



# عذرا

پری و حور کی تصویر نازنین عذرا!

شہید جلوہ دیدار کر دیا تو نے!

نظر کو محشر انوار کر دیا تو نے!

بہار و خواب کی تنویر مریں عذرا!

مشراب و شعر کی تفسیر و نقشیں عذرا!

دل و دماغ کو شکر کر دیا تو نے!

شباب و شعر کو بیدار کر دیا تو نے!

مری حسین، مری ناز آفریں عذرا!

دیارِ دل میں تو آئی بہار کی صورت

گدائے حسن سے اظہارِ عشق تو نے کیا!

گناہگار سے امتِ رِ عشق تو نے کیا!

بسی دماغ میں کیف و خمار کی صورت!

مٹا سکے گا نہ اب دورِ آسماں مجھ کو!

کہ ہے نصیب ترا عشق نوجواں مجھ کو!



# سہلی

بہارِ حُسن کا تو غنچہ شاداب ہے سہلی!

تجھے فطرت نے اپنے دستِ رنگیں سے سنوار لیا ہے!

بہشتِ رنگ و بو کا تو سراپا اک نظارہ ہے!

تری صورت سرا سبز پیکرِ مہتاب ہے سہلی!

ترا جسم اک ہجومِ ریشم و کنوایا ہے سہلی!

شبستانِ جوانی کا تو اک زندہ ستارہ ہے!

تو اس دنیا میں بحسنِ فطرت کا کنارہ ہے!

تو اس سنسار میں اک آسمانی خواب ہے سہلی!

جہانِ متدس کا تو ایک نورانی فسانہ ہے!

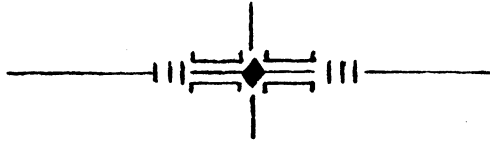
تجھے سلیمی دیارِ ناز کی اک ساحرہ کہئے!

صنمِ آبا و عفت کی مقدس کافرہ کہئے!

ریابِ حسن کا تو ایک الہامی ترانہ ہے!

پرستانِ لطافت کی تو اک رنگیں کہانی ہے!

جواں فطرت کا تو اک گمشدہ خوابِ جوانی ہے!



# ایک تصویر

یہ حسن ناز نہیں یہ جلوہ ناز آفس میں تیرا!

یہ معصومانہ چہرہ غنچہ شاداب کا عالم!

یہ ستانہ نگاہیں اک بہشتی خواب کا عالم!

سراپا، اک خیال حور، جسم ناز نہیں تیرا!

مجسم خندہ خواب پری روئے حسین تیرا!

یہ موتی۔ یہ جبین یا انجم ماہتاب کا عالم!

پریشاں خواب کا سا گیسو شتاب کا عالم!

چمن زار شعاع نور، عکس و نشیں تیرا!

توازی سترابیا اک نکہت و تنویر ہے سلمیٰ!

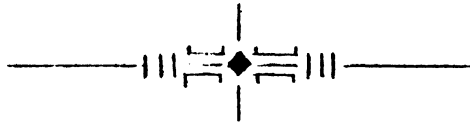
شراب و شعر و موسیقی میں پنہاں تیری رنگ ہے!

مے خاموش دل میں موجزن تیری محبت ہے!

بہار اور خواب کا ہیکل تری تصویر ہے سلمیٰ!

ادا، اس طرح فرضِ رونمائی کچھ تو کر جاؤں!

تیری تصویر، سینے سے لگا لوں اور مر جاؤں!



# کلو پیڑا

وادی نیل چٹاری تھا بہاروں کا سماں!

جلوہ عسبہ و گل سے تھیں فضائیں شاداب!

نشہ باد بہاری سے ہوا میں شاداب!

موج پرواز تھا رنگین ستاروں کا سماں!

ماہل رقص ہو جیٹس جھنڈوں کا سماں!

نورِ انجم سے تھیں وادی کی ادائیں شاداب!

تکھت و رنگ کی آوارہ گھٹائیں شاداب!

چار سو بال فشان میسکہ زاروں کا سماں!

یک بیک اک شفق اندام ستارہ ٹوٹا!

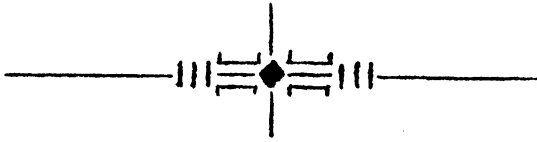
بن کے اک غنچہ زرین گرا وادی میں!

اور اک خواب نما پھول کھلا وادی میں!

دیکھتے دیکھتے نیرنگ نظارہ ٹوٹا!

جلوہ فطرت رنگیں کی تھی تنویر اس میں!

ایک عورت کی پریشان تھی تصویر اس میں!



# انانیت

چھارہی ہوں پستیوں پر دیواروں کی طرح  
 اور بلبندی پر عقابِ پریشاں کی شکل میں  
 اک نگاہِ بے صدا و بے نشاں کی شکل میں  
 سربلندی پائی میں نے کوہساروں کی طرح  
 کوہساروں سے بھی برتر ابرزاروں کی طرح  
 حدِ آخر میری صورت آسماں کی شکل میں  
 عظمتوں سے کھلتی ہوں کہکشاں کی شکل میں  
 خنجرِ زن ہوں بزمِ خاکی پر ستاروں کی طرح

---

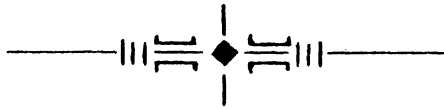
رعد کی صورت گر جتی ہوں بسا ط خاک پر

کانپ اٹھتے ہیں سمندر جس سے وہ طوفاں ہوں میں

سینہ ہستی کی اک فکر شرافشاں ہوں میں

ہیں تمام میرے زمیں پر سمر افلاک پر

صورتِ اندیشہ مستی میں بچھ جاتی ہوں میں  
پردہ ہائے ماہ و انجم سے گذر جاتی ہوں میں



## یادِ رفتہ

محبت کی انگلیں میرے دل کو گدگداتی ہیں  
 کہ اک بھولی ہوئی مہر کو جاگمہ پیار کر آؤں  
 سرورِ عشقِ رفتہ سے اُسے ہر شکر کر آؤں

یہ کہہ دوں تیری وہ چھپی ادائیں یاد آتی ہیں  
 تیری نظریں تصویر میں ابھی تک مسکراتی ہیں

وہ نظریں چاہتا ہوں پھر انہیں بیدار کر آؤں  
 جہاں بھر کے خیال و خواب سے بیزار کر آؤں

یہ بے خود آرزو میں مجھ کو دیوانہ بناتی ہیں

مگر پھر سوچتا ہوں جاؤں کیونکر اسکے ایوان تک؟

کہ اُس نے مدتوں سے اک نئی دنیا بسائی ہے

وہ دنیا آہ جو میری نہیں، ہم پرانی ہے

تصور بھی پہنچ سکتا نہیں جس کے شہستان تک

تو ہم اپنے غم کا کس طرح اظہار کر آؤں

اور اُس بھولی ہوئی مہر کو کیونکر پیار کر آؤں



# تینتری

تینتری ہے یا کوئی رنگ پریدہ ہے  
 بوئے پکیرہ ہے  
 آغوشِ گل میں یا کوئی نقشِ دمیدہ ہے  
 عکس کشیدہ ہے  
 اُٹھے تو ایک بوسہ رقصیدہ سامنے  
 پاشیدہ سامنے  
 بیٹھے تو ایک لذتِ خوابیدہ سامنے  
 دامن کشیدہ ہے  
 جوئے صبا میں ہلکا سا طوفانِ رنگ و بو  
 بیجانِ رنگ و بو  
 دوشِ فضا پر چھوٹا سا نیانِ رنگ و بو  
 جو صف کشیدہ ہے

اک پربہا نقش ہے عشرت کے خواب کا

عہدِ شباب کا

عکسِ امید ہے

یا برگِ گل پر لوزشِ جامِ شراب کا

ہلکی سی اک شعاع ہے طورِ کلیم پر

سطحِ نسیم پر

رقصِ پرید ہے

رقاصہٴ بہار کا فرشِ شمیم پر

اُبھرا ہوا سا عکس ہے رنگینِ غبار کا

کیفِ و خمار کا

حُسنِ امید ہے

یا شاخسارِ گل پر عروسِ بہار کا

اک نوعِ عروس کی نگہِ انفعال ہے

شرمِ وصال ہے

اور نوِ امید ہے

یا اک شعاعِ پرتوِ قوسِ و ہلال ہے

# دنیا کی بہاریں

یہ دنیا، یہ نظارے اور یہ رنگینی فضاؤں میں!

یہ جلوے چاند سورج کے یہ تابانی ستاروں کی!

یہ زہرت لالہ زاروں کی، یہ رفعت کعبہ سائیں کی!

یہ پھینکی بھینسی آوارہ سی خوش بوئیں ہواؤں میں!

یہ بکھری بکھری مستی جھومنے والی گھٹاؤں میں!

یہ تیزی آبشاروں کی، روانی جوئباروں کی!

یہ پھولوں کا ہجوم اور یہ لطافت سبزہ زاروں کی!

یہ موسیقی جو رقصاں ہے پرندوں کی صدا تو نہیں!

یہ نغمے، یہ ترانے، یہ شراب و شعر کا عالم!

یہ آرائشِ مکینوں کی یہ زیبائشِ مکینوں کی!

یہ رعنائیِ حسینوں کی یہ صحبتِ نازنینوں کی!

یہ عمریں، یہ بہاریں، یہ شباب و شعر کا عالم!

نلے جا خلد میں یارب! یہیں رہنے دے تو مجھ کو

یہ دُنیا ہے تو جنت کی نہیں ہے آرزو مجھ کو



## ماثراتِ نغمہ

نظر کے سامنے رقصاں ہیں رنگیں وادیاں گویا!

شہراب و شعر میں ڈوبی ہوئی ساری فضا میں ہیں!

افق پر موجزن آوارہ خوابوں کی گھٹائیں ہیں!

فضا میں بس رہی ہیں نور کی آبادیاں گویا!

خلا میں پر فشاں ہیں خواب کی شہزادیاں گویا!

بہار و کیفیت سے لبریز ستانہ ہوائیں ہیں!

اور ان میں منتشر عمگین رُوحوں کی صدا میں ہیں!

مہیا ہیں سکون و ہوش کی بربادیاں گویا!

وہ دنیا ہے جہاں جنت کے نظائے برستے ہیں!

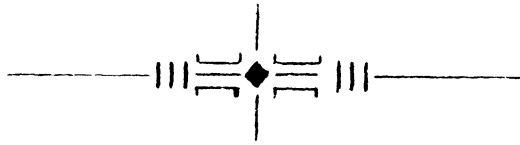
شوق کی سطح پر آباد خوابوں کے جزیرے ہیں!

ستاروں کے سمندر، ماہتابوں کے خمیریے ہیں!

بہاریں منظر وں میں بھول اور تارے برستے ہیں!

فضا ہے مست، موج نکہتِ بادِ بہاری سے!

اور اس پر تیرنا پھرتا ہوں میں بے اختیار سے!



## جزیرہ خواب

رنگین ————— کچھ رُو حیں کچھ کس رُو حیں دیکھ رہی ہیں خواب !

مصوٰنہ خواب !

زربین ————— خواب کی مہجول پر ہے رقصاں شتی مہتاب !

اک طفلانہ خواب !

شفاف ————— ایک فضا عیبیں، نور و نکہت سے معمور !

سرشار و مدہوش !

پر خواب ————— ایک سوا درنگیں ہے رنگ و بو سے معمور !

جنت کا ہمدوش !

تاریک ————— سپینوں کی لہروں پر ہے رواں کشتی مدہا موش!

بزمِ جہاں سے دُور!

آزاد ————— اور یہ رُوحیں خوابیدہ اک گوشے میں مدہوش!

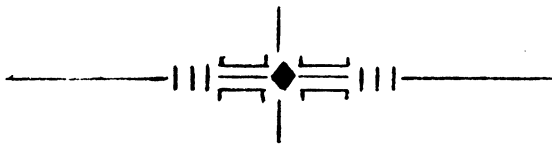
کون و مکان سے دُور!

ملاح ————— اُس کی پُرمی خواب - ہے جانا سوتے وادعی کیفیت!

موج بہار خواب!

خاموش ————— بجز دیوں کا ایک جزیرہ رُتے وادعی کیفیت!

ایک دیار خواب!



# دُنیا

تری دنیا میں گر مگڑ ہی مگڑ بستے ہیں

تو میرا سینہ کیوں اخلاص سے معمور ہے یا رب

مرا ہی دل مے اُلٹ سے کیوں معمور ہے یا رب

ترے مے خانہ ہستی میں گر عیار بستے ہیں

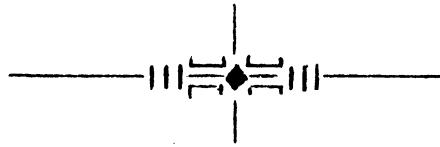
تری دنیا اگر بے درد انسانوں کا مسکن ہے

تو مجھ کو کیوں کیا ہے دردِ دل سے آشنا تو نے

بُھئی کو کیوں بنایا پسِ کرم و وفا تو نے

تری دنیا اگر خوشخوار حیوانوں کا مسکن ہے

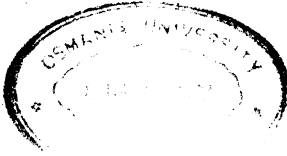
اگر اپنوں کے غم پر مسکراتے ہیں تیرے بندے  
 تو مجھ کو کیوں پر اے غم پہ بھی رونا سکھایا ہے  
 مری آنکھوں میں کیوں سارے جہاں کا دکھ بٹایا ہے  
 اگر اس حال میں آنکھیں چراگتے ہیں تمہے بندے  
 تیری دنیا کی رونق مگر جھوٹ اور بے وفائی ہے  
 یہاں تیری خدائی ہے کہ شیطان کی خدائی ہے



# وادِی گنگا میں ایک رات

کرتے ہیں مسافر کو محبت سے اشارے  
 اے وادِی گنگا ترے ثنا و اب نظارے  
 یہ بکھرے ہوئے پھول یہ نکھرے ہوئے تارے  
 خوشبو سے مہکتے ہوئے دریا کے کنارے  
 یہ چاندنی رات اور یہ پر خوابِ فضا ہیں  
 اک موجِ طرب کی طرح بیتابِ فضا ہیں  
 سبزے کا ہجوم اور یہ ثنا و ابِ فضا ہیں  
 ہیکے ہوئے نظارے ہیں بہکے ہوئے تارے

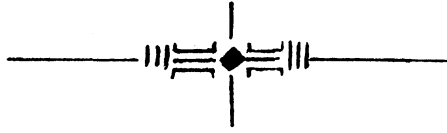
یہ تارے ہیں یا نور کے میخانے ہیں آباد  
 معصوم وحسین حوروں کے کاشانے ہیں آباد  
 مستانہ ہواؤں پہ پری خانے ہیں آباد  
 یاد امنِ افلاک میں بے تاب شرارے



مہتاب ہے یا نور کی خوابیدہ پری ہے  
 الماس کی صورت ہے کہ مندر میں نہ صری ہے  
 مرمر کی صراحی عجمی سے بھری ہے  
 اور تیرتی ہے نیل کی موجوں کے سہارے

نیندوں میں ہیں کھوئی ہوئی بیدار ہوائیں  
 گلزار ہیں گل ریز گہر بار ہوائیں  
 ہیں نور میں ڈوبی ہوئی سرشار ہوائیں  
 یا بال فشانِ مستیِ نکہت کے نظامے

صحرا ہیں کہ خوابیدہ نظاروں کے شہستان  
 دامن میں لئے چاند ستاروں کے شہستان  
 فردوس کی چمکیٹ بہاروں کے شہستان  
 شاعر کو تمنا ہے یہیں رات گزارے





## عورت

کہیں وہ شعر کے پرفے میں چھپ کر مسکراتی ہے

مصوٰر کی نظر میں اُس کی تصویریں پریشاں ہیں !

ادب کی محفلوں میں اُس کی تنویریں پریشاں ہیں !

مغنی کی صدا میں نغمہ بن کر جھللاتی ہے

نقابِ ساز میں آہنگ بن کر تھر تھراتی ہے

نقوشِ آب و گل میں اُس کی تعمیریں پریشاں ہیں !

صنم سازی کی تہ میں اُس کی تفسیریں پریشاں ہیں !

حسبِ رنگ و بو میں کیفیت بن کر لہلاتی ہے

ہر اک تصویر کے رنگوں میں بچھت اُس کی آوارہ!

حسین اور خوشنما اشعار شاداب اُس کے نغموں سے

ہم اے بربطوں کے تار بے خواب اُس کے نغموں سے

بتوں کے مرمیوں پر دوں میں رنگت اُس کی آوارہ

غرض جب تک یہ دنیا ہے اور اس کی لرباٹی ہے!

ہماری زندگی پر صرف عورت کی خدائی ہے!



## نغمہ محبت

بہارِ صبحِ عریانی ہے جسمِ یاسمیں اس کا!

لباسِ سادہ ہے تزئین کی صورت سے بریکانہ!

یہ صحرائی حسینہ ہے ہر اک زینت سے بریکانہ!

انہیں ممنونِ غارے کا جمالِ دلنشیں اس کا!

مُحَرَّب ہے ہر آرائش سے حسنِ ناز میں اس کا!

تکلف سے برمی اور ناز کی عادت سے بریکانہ!

ہر اک وحشی نظر، غمزہ کی کیفیت سے بریکانہ!

مگر ہے عشق سے لبریز قلب آتشیں اس کا!

محبت، جب کسی کے جذبِ دل کو گدگداتی ہے!

نہیں کرتی ہے فرق شہر و صحرا ماہتاب آسا!

چلی آتی ہے ہر دوشیزہ کے دل میں حجاب آسا!

اور آگر ساز کے تاروں کی تہ میں مسکراتی ہے!

فضا میں موجزن، نعمات کا نظارہ ہوتا ہے

اور ایک اک نعمہ سوزِ عشق کا گہوارہ ہوتا ہے



# ایک نوجوان بُت تراش کی آرزو

ایک ایسا بُت بناؤں کہ دیکھا کروں اُسے!

اَسودہ ہے خیال کا پیکر بنا ہوا

خوابِ عدم میں مست ہے جو ہر بنا ہوا

اک مر مر میں حجاب سے پیدا کروں اُسے!

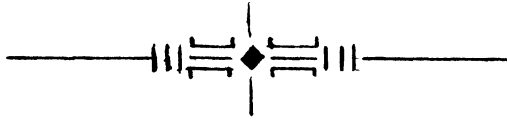
پھولوں میں جیسے جذبۂ نکہت نہفتہ ہو

یا جلوے بقرار ہوں آغوشِ رنگ میں

یوں اُس کی رُوح، خفتہ ہے دامانِ سنگ میں

ظلمت میں جیسے نور کی صورت نہفتہ ہو

دن رات صبح و شام، میں پوچھا کروں اُسے!  
 مینھا گدازِ رُوح، جب میں سے مچل پڑے!  
 اُس کی نظر سے جذبِ محبت اُبل پڑے!  
 سائِ نفس کو توڑ کے گویا کروں اُسے!  
 فن، خوابِ مرگ، بن لہے بت ساز کیلئے!  
 دنیا پکارتی رہے آواز کے لئے!



# میرا راز

تیرا دل موسیقی احساس کا اک ساز ہے!

جس کی فریاد اشکِ خونیں ہو کے بہہ سکتی نہیں

اور خموشی بن کے سینے میں بھی رہ سکتی نہیں

یعنی تیرے دل میں مضطرب کوئی غمگین راز ہے!

جو ہم آوازِ فغاں ہو کر بھی بے آواز ہے!

روح تیری جس کی بیتابی کو سہہ سکتی نہیں

اور کہنا بھی اگر چاہے تو کہہ سکتی نہیں

نالہ مجبور سکول حالات کا اعجاز ہے!

لیکن ”اے شیریں“ زمانے میں اک ایسا دل بھی ہے!

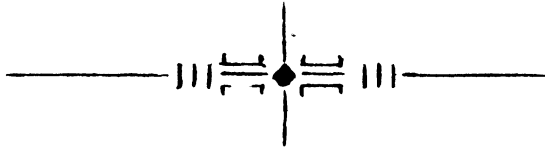
جو ترے احساس کی آواز سے ہے آشنا!

تیرے سازِ دل کے عمکیں راز سے ہے آشنا!

جس کا اندازہ تجھے آساں بھی ہے، مشکل بھی ہے!

موجِ حیرت ہو کے اب کیوں گوشِ برآواز ہے؟!

آہ تیرے راز کی تفسیر ”میسرا راز“ ہے!!



# معصومیتِ شباب



(۱)

لیلیٰ شب کے پریشان ہیں گیسوٹے سیاہ  
 شورش آباد جہاں تیرہ وتار  
 نشہ برساتی ہے مدہوش ستاروں کی نگاہ  
 نیند میں غرق ہے سارا سنسار  
 چار سو چھا گئی خاموشی و ظلمت کی سپاہ  
 نور و آہنگ نے لی راہ فرار  
 نیند کی سیج سے جاگ اٹھتا ہے خوابیدہ گناہ  
 شیرِ خونخوار ہو جیسے بیدار



(۲)

رات کے پردوں میں آباد سیبہ خانے ہیں  
 تیرہ وتار مہیب اور خوں ریز  
 ذوقِ عصیاں کے بھیکتے ہوئے میخانے ہیں  
 تہہ خلمات میں شورش انگیز  
 معصیتِ کاری کے بھرے ہوئے مستانے ہیں  
 رُوحِ دوشیزگی سے گرم ستیز  
 ان کے فولاد گولنچوں میں جو پیمانے ہیں  
 خونِ عصمت سے ہیں یکسر لبریز

(۳)

چار سو موجزن اک حشرِ سیہ کاری ہے  
 تند و ہنگامہ فگن، طوفانی  
 بزمِ انسانی پر اک ابرگنہ طاری ہے  
 خیرگوں شعلہ نشاں، ہیجانی  
 ہر طرف فسق کا سیلابِ جاری ہے  
 شورش انگیز و پراز طغیانی  
 محشرِ ستانِ سیہ مستی و شراری ہے  
 مست ہے جلوہ گہ انسانی

(۴)

یہ سماں دیکھ کے اک ٹھور ماں آتی ہے

مشکبوز لفظوں کو بکھرائے ہوئے

اور نظر اس ستم آباد پر دوڑاتی ہے

فرط نقییس سے گھبرائے ہوئے

عالم سوگ میں مہبوت سی رہ جاتی ہے

اشکِ غم آنکھوں میں چھلکائے ہوئے

چاندنی کی کرن اک نور سا برساتی ہے

سینہ صاف پہ لہرائے ہوئے



(۵)

فلکِ حسن کا گم گشتہ ستارہ کہئے

جس سے روشن ہے فضاۓ صحرا

جنّتِ قدس کا آوارہ نظارہ کہئے

جس سے رنگیں ہے ہوائے صحرا

بحرِ رعنائیِ فطرت کا کنارہ کہئے

جس سے ہے مست ادائے صحرا

جذبِ موسیقی کا ایک نقشِ دلارا کہئے

نغمہٴ رُوحِ فزائے صحرا

(۶)

اک فرشتوں کے سے لہجہ میں وہ کرتی ہے خطاب  
 آہ وہ لہجہ خزین و عنماک  
 کہ تم لے رہن رعفت و آوارہ شباب  
 سرخوش و بے خود و مست ناپاک  
 تم جو عصمت کا لٹاتے ہو یہ ویرِ نایاب  
 کر کے دامانِ تقدس کو چاک  
 یہ وہ جوہر ہے جسے مہر و نجوم و مہتاب  
 رشک سے دیکھتے ہیں اور افلاک

(۷)

ہاں یہ ایک جاذبہ فطرتِ ربّانی ہے  
 اور دنیا کی مثالوں سے بری  
 عالمِ مُتَدَسّ کا ایک جھرمٹ نورانی ہے  
 روشن از جلوہٴ نجمِ سحری  
 اس گنہ زار میں بہرِ ڈیلِ انسانی ہے  
 بدتر از مریئِ حُور و پری  
 رُوحِ مُتَدَرّت کا یہ ایک جلوہٴ عرفانی ہے  
 یا الہیّتِ ذوقِ بشری

(۸)

یہ وہ نقشہ ہے کہ ایسا کسی صہبا میں نہیں

رُوحِ کیفیتِ صہبا کی قسم

یہ وہ موتی ہے کہ ایسا کسی دریا میں نہیں

قعرِ تاریکیِ دریا کی قسم

یہ وہ تابش ہے کہ جو حسنِ ثریا میں نہیں

نورِ رخسارِ ثریا کی قسم

یہ وہ لذت ہے کہ جو الفتِ سلمیٰ میں نہیں

جذبہ الفتِ سلمیٰ کی قسم

(۹)

ذّرے ذّرے میں ہے اک روح حقیقتِ مستور

اور ہر ذّرے کی قسمت ہے ہی

سینہ شمع میں ہے سوزِ محبتِ مستور

شمع پر سوز کی فطرت ہے ہی

غنجے کے دل میں اک جذبہ نگہتِ مستور

غنجے کی سردی صورت ہے ہی

ہے جوانی میں یوں ہی جلوہ عصمتِ مستور

اور جوانی کی حقیقت ہے ہی

(۱۰)

مہ تابندہ جو محرومِ لطافت ہو جائے

نامِ اس کا مہِ تاباں نہ رہے

روشنیِ صبحِ درخشاں کی جو غارت ہو جائے

صبحِ پھرِ صبحِ درخشاں نہ رہے

شام سے دُور اگر شام کی رنگت ہو جائے

شام، شامِ شفقِ افشاں نہ رہے

گر جوانی یوں ہی بیگانہِ عفت ہو جائے

لائقِ پیکرِ انساں نہ رہے

(۱۱)

ساز کے پردے میں بے تاب گر آواز نہ ہو

ساز پھر ساز نہ کہلائے کبھی

دل نگہت میں اگر جذبہ پرواز نہ ہو

صحیح گلشن کو نہ مہر کاٹے کبھی

گل میں گر ذوق نمود پر وہ بر آواز نہ ہو

گل نکما ہوں کو نہ لپیٹاے کبھی

گر جوانی میں بھی تقدیس کا یہ راز نہ ہو

وہ جوانی نہ نظر آئے کبھی

(۱۶)

مے رنگیں سے اگر نشہ ولذت چھین جائے

سادہ پانی ہے وہ یا موجِ شراب؟

ماہِ تاباں سے اگر نور و لطافت چھین جائے

تو دہِ خاک ہے وہ یا مہتاب

گلِ رعنا سے جو رنگینی و نگہت چھین جائے

سُکھی پتی ہے وہ یا برگِ کلاہ

جس جوانی سے کہ رنگینیِ معفت چھین جائے

اشکِ پیری ہے وہ یا حسنِ شبنا

(۱۷)

الغرض فلسفہ ذوق جوانی یہ ہے

کہ جوانی نہ لٹائی جائے

مے پاریںہ کی خوبی کی نشانی یہ ہے

مذہبوں تک وہ چھپائی جائے

عصمت اور اُس کے مظاہر کی کہانی یہ ہے

شاعروں کو نہ سُنائی جائے

مذہب شعر کی الہام نشانی یہ ہے

معصیت خوب بڑھائی جائے

(۱۸)

کب تک ہے اے مگر ہو! یہ عالمِ غفلت کب تک  
 اور یہ نفسِ پستی تا چند؟  
 موجِ غم میں یہ دورہٴ وحشت کب تک  
 دل میں یہ جذبہٴ پستی تا چند؟  
 رُوحِ آلودہٴ تاریکیِ ذلت کب تک  
 اور یہ جذبات کی مستی تا چند؟  
 یہ شباب اور یہ بربادیِ غفلت کب تک  
 ان گناہوں کی یہ پستی تا چند؟

(۱۹)

رُوح کے گل کدے ویران ہوئے جاتے ہیں  
 شیطننتِ کاری کے سیدھے مسکن  
 دل کے شورش کدے سنسان ہوئے جاتے ہیں  
 اور جذباتِ صفا کے مدفن  
 ذوق بیگانہ طوفان ہوئے جاتے ہیں  
 اور منزلِ گمراہی کے صحرایں  
 جو تھے انسان وہ حیوان ہوئے جاتے ہیں  
 آہ او سفلیکی چرخ کہن

(۲۰)

آئے گا ایک دن آئے گا کہ شرمائے گے تم  
 اور میں ہانختوں سے نکل جاؤنگی  
 عالمِ پیری میں میرے لئے گھبراؤ گے تم  
 اور میں صورت بھی نہ دکھلاؤنگی  
 یاد کر کے مجھے پھر روؤ گے پچھتاؤ گے تم  
 میں مگر ہاتھ نہیں آؤنگی

